561
FLOW CHART
ترتیبی نقشۂ ربط
MACRO-STRUCTURE
نظمِ جلی
68- سُوْرَةُ الْقَلَمِ
آیات : 52...... مَکِّیَّۃٌ ...... پیراگراف : 7
مرکزی مضمون
دنیاوی عذاب سے ڈرو!
آخرت کا عذاب تو شدید تر ہوگا۔
﴿ کَذٰلِکَ الْعَذَابُ ، وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَکْبَرُ ، لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴾
(آیت نمبر 33)
پہلا پیراگراف آیات: 1تا7
صالح قیادت کے اخلاق واوصاف
اچھے برے برابر نہیں ہو سکتے
دوسرا پیراگراف آیات: 8تا16
کمزور قیادت کے اخلاق واوصاف
تیسرا پیراگراف آیات: 17تا32
فاسق وفاجر باغ والوں کا قصہ
مجرمین کا انجام
چوتھا پیراگراف آیت: 33
مرکزی مضمون
پانچواں پیراگراف آیات: 34تا36
متقین کا انجام
مجرمین اور مسلمین کا انجام مختلف ہوگا
چھٹا پیراگراف آیات: 37تا50
سوالات
جلدبازی سے بچنے کا حکم
ساتواں پیراگراف آیات: 51تا52
حقیقت قرآن

زمانۂ نزول

سورت ﴿ القلم ﴾ اعلانِ عام اور ہجرتِ حبشہ (رجب 5 نبوی) کے بعد، غالباً 5 نبوی کے اواخر میں نازل ہوئی ہوگی، جب مخالفت اپنے عروج پر تھی اور رسول ﷺ کو ﴿مَجنون﴾ اور ﴿مَفتون﴾ کہا جارہا تھا۔

آیات 10 تا 15 غالباً مشرکین کے ایک سردار ﴿اخنس بن شریق ثقفی﴾ کے بارے میں نازل ہوئیں۔ اس حصے میں کافر قیادت کے اوصاف گنوائے گئے اور ان کی اطاعت سے منع کردیا گیا۔

آیت 16 ﴿سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴾ غالباً قریش کے مشہور لیڈر ﴿ولید بن مغیرہ مخزومی﴾ کے بارے میں نازل ہوئی۔

سورۃ القَلَم کا کتابی ربط

1۔ سورت ﴿ الملك ﴾ میں اسلام کی دعوت کا خلاصہ بیان ہوا تھا۔ یہاں سورت ﴿ القلم﴾ میں اُس دعوت کو مسترد کرنے والی کافر قیادت کی اطاعت کرنے سے روک دیا گیا ہے۔ (آیت:8)۔ سورت ﴿ الملك ﴾ میں مشرکینِ مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو ﴿ ضَلالٍ كَبِير ﴾ یعنی کھلی گمراہی میں مبتلا کہا تھا۔ یہاں سورت ﴿ القلم﴾ میں آپ ﷺ کو ﴿ مجنون ﴾ کہا گیا۔ اس سورت میں بخیل باغ والوں پر 'دنیوی عذاب' کا ذکر ہے۔

2۔ اگلی سورت ﴿الحاقّہ ﴾ میں پہلے قیامت کے عذاب کا نقشہ کھینچا گیا اور پھر قومِ عاد ،قومِ ثمود ، قومِ لوط ،قومِ نوح اور فرعون کو دیے جانے والے 'دنیوی عذاب' کا تذکرہ ہے۔ دونوں سورتوں میں قریش کو دنیاوی عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔

3۔ انسانی عقل سے سوال کیا گیا ہے کہ آخرت میں کیا ﴿مُسلِمین﴾ اور ﴿مُجرِمین﴾ کا انجام ایک جیسا ہوسکتا ہے؟ اور کیا مسلم قیادت اور کافر قیادت ایک جیسی ہے؟

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- ﴿مَجنُوْن ﴾: اس سورت میں ﴿مَجنُوْن ﴾ کا لفظ ابتداء اور اختتام پر دو (2) جگہ استعمال کیا گیا۔ (آیت:2، 51)۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ سورت اُس دور میں نازل ہوئی، جب رسول اللہ ﷺ پر نعوذ باللہ پاگل ہونے کا الزام عائد کیا جارہا تھا۔

سورۃ القلم کا نظمِ جلی

یہ سورت سات (7) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 7 : پہلے پیراگراف میں ﴿صالح قیادت﴾ کے اوصاف بیان کیے گئے۔

رسول اللہ ﷺ مجنون ومفتون نہیں، بلکہ اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر ہیں ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (آیت:4)
اچھے اور برے برابر نہیں ہو سکتے۔ بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ کون صحیح ہے اور کون غلط۔

2- آیات 8 تا 16 : دوسرے پیراگراف میں، دعوتِ رسول ﷺ کو جھٹلانے والی قریش کی کافر وفاسق قیادت کے اخلاق واوصاف بیان کیے گئے۔

رسول اللہ ﷺ کو ان ﴿مُكَذِّبِيْن﴾ کے آگے نہ جھکنے کی ہدایت کی گئی۔ وہ چاہتے ہیں کہ آپ ﷺ نرم پڑیں تو وہ بھی نرمی دکھائیں۔ ﴿وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ﴾، لیکن عقیدے کے معاملے میں کسی قسم کی سودے بازی نہیں ہو سکتی۔ ایسے لیڈر سے نہ دبنے کا حکم دیا گیا، جو ﴿حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ﴾ بہت قسمیں کھانے والا اور بے وقعت آدمی ہے۔
﴿هَمَّازٍ﴾ ہے یعنی طعنے دیتا ہے، ﴿مَشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ﴾ ہے یعنی چغلیاں کھاتا پھرتا ہے، ﴿مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ﴾ ہے یعنی بھلائی سے روکتا ہے، ﴿مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ﴾ ہے یعنی ظلم وزیادتی میں حد سے گزر جانے والا ہے۔ ﴿زَنِيْمٍ﴾ ہے یعنی سخت بداعمال ہے، ﴿عُتُلٍّ﴾ جفاکار ہے۔ اِن سب عیوب کے ساتھ بداصل ہے، صاحب مال واولاد ہونے کی وجہ سے غرور وتکبر میں مبتلا ہے۔ ﴿ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ﴾ (آیت:14)۔
جب ہماری آیات اُس کو سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے یہ تو اگلے وقتوں کے افسانے ہیں۔
﴿اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ﴾ (آیت:15)۔

3- آیات 17 تا 32 : تیسرے پیراگراف میں، قریش کی ناشکری قیادت کے سامنے فاسق وفاجر باغ والوں کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔

باغ والوں کی طرح قریش کی بھی آزمائش ہو رہی ہے۔ دنیاوی عذاب سے آخرت کے عذاب اور جزاوسزا پر استدلال کیا گیا ہے۔ باغ والے بخیل اور خالص مادہ پرست تھے۔ مسکینوں کو اپنی فصل میں سے کچھ نہیں دینا چاہتے تھے۔ باغ کی تباہی کے بعد انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

4- آیت 33 : چوتھے پیراگراف میں، اس سورت کا مرکزی مضمون ہے۔

﴿كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ (آیت:33)
"ایسا ہوتا ہے (دنیاوی) عذاب! اور آخرت کا عذاب اِس سے بھی بڑا ہے، کاش یہ لوگ اس کو جانتے۔"

5- آیت 34 تا 36 : پانچویں پیراگراف میں، متقین کا انجام بتا کر یہ ثابت کیا گیا کہ ﴿مجرمین﴾ اور ﴿مسلمین﴾ کا انجام مختلف ہوگا۔

آخرت کی جزا وسزا کو ثابت کرنے کے لیے عقلی دلیل ایک سوال کی شکل میں رکھی گئی۔

﴿اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ﴾ (آیات:35،36)

6- آیات 37 تا 50 : چھٹے پیراگراف میں، قریش سے بعض چبھتے ہوئے سوالات کیے گئے۔

رسول اللہ ﷺ کو جلد بازی سے بچنے کا حکم دیا گیا اور تسلی دی گئی۔

''اے نبی ﷺ ،آپ اِس کلام کے جھٹلانے والوں کا معاملہ مجھ پر چھوڑ دیں۔ میں ان سے نمٹ لوں گا'' میں اِن کی رسّی دراز کر رہا ہوں، میری چال بڑی زبردست ہے۔(میری تدبیر نہایت محکم ہوتی ہے)﴿اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ﴾۔اپنے ربّ کا فیصلہ صادر ہونے تک صبر کیجیے (جلد بازی سے کام نہ لیجیے) اور مچھلی والے (یونس علیہ السلام) کی طرح نہ ہو جائیے !

7- آیات 51 تا 52 : ساتویں اور آخری پیراگراف میں، قریش کو قرآن کی حقیقت بیان کی گئی۔

اگر منکرین توجہ سے سن کر قرآن پر غور وفکر کریں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ ﴿مَجنُون﴾ کا کلام نہیں ہے، بلکہ یہ تو ﴿رب العالمین﴾ کی طرف سے سارے جہاں والوں کے لیے نصیحت ﴿ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ ہے۔

رسول اللہ ﷺ اور قرآن کی تکذیب کی سزا، دنیاوی اور اُخروی عذاب ہے۔دنیاوی عذاب سے آخرت کا عذاب شدید تر ہوگا۔﴿كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ (آیت:33)

آخرت میں صالحین ﴿مُسلِمِین﴾ اور کافرین ﴿مُجرِمِین﴾ کا انجام یقیناً مختلف ہوگا۔
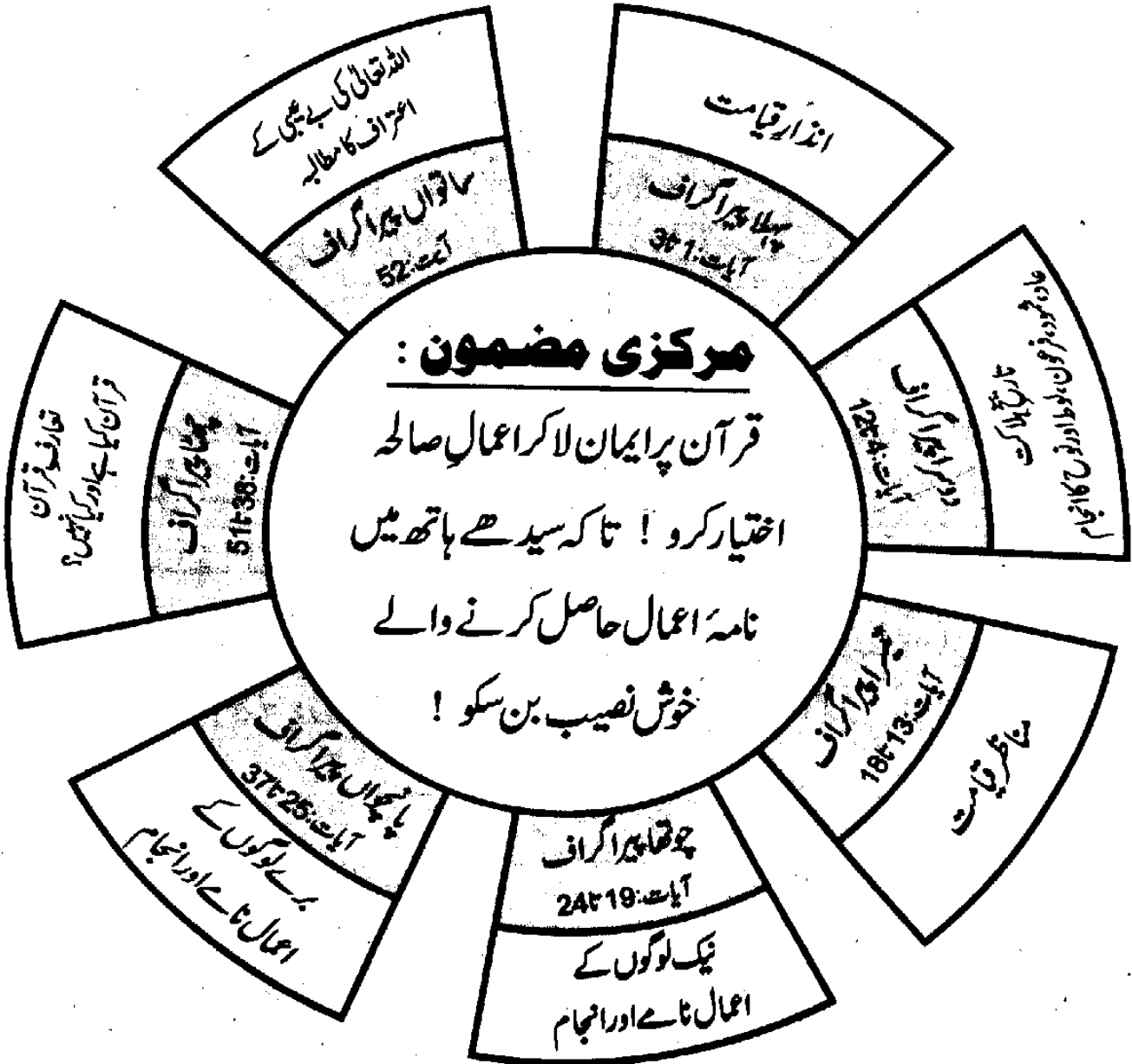
زمانۂ نزول:

سورت ﴿الحاقّہ﴾، سورت ﴿الطُّور﴾ کی طرح اعلانِ عام کے بعد، رسول ﷺ کے قیامِ مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 نبوی) کے آخر میں نازل ہوئی، جب آپ ﷺ پر الزامات کی بوچھاڑ ہو رہی تھی۔ جیسے ﴿شاعر﴾ ﴿کاھن﴾، اور ﴿مُتَقَوِّل﴾ وغیرہ۔ حضرت عمرؓ کے دل پر سب سے پہلے سورۃ ﴿الحاقّہ﴾ کی آیات ہی نے اثر کیا تھا۔ (مسند احمد ، ابن عمرؓ)

سورۃ الحاقّہ کا کتابی ربط

1۔ پچھلی سورت ﴿القلم﴾ میں باغ والوں پر دنیاوی عذاب کا ذکر تھا اور بتایا گیا تھا کہ اُخروی عذاب شدید تر ہوگا یہاں سورت ﴿الحَاقّة﴾ میں پہلے ﴿الحَاقّة﴾ کے الفاظ سے ﴿اُخروی عذاب﴾ کا ذکر ہے اور پانچ قوموں پھر عاد، ثمود، فرعون، اور ﴿مُؤتَفِکات﴾ یعنی ﴿قومِ لوط﴾ اور ﴿قومِ نوح﴾ کو دیے جانے والے ﴿دنیاوی عذاب﴾ کا ذکر ہے۔

2۔ سورۃ ﴿القلم﴾ کی آخری آیت میں قرآن کو ﴿وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ کہا گیا تھا۔ یہاں سورت ﴿الحاقّة﴾ میں اسے ﴿تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ کہا گیا (آیت:43)۔

3۔ اگلی سورت ﴿المَعَارِج﴾ کا آغاز بھی مناظرِ قیامت اور احوالِ قیامت سے ہوا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- اس سورت میں قیامت کو ﴿الحَاقّة﴾ کہا گیا یعنی برحق، شئی حق کو حق ثابت کرنے والی۔ آیت:51 میں اسے ﴿حَقُّ الیَقِین﴾ 'یقین کا حق' کہا گیا۔

2- ﴿لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ﴾ (آیت:12)۔

"تاکہ ہم ان واقعات کو تمہارے لیے ایک سبق آموز یادگار بنا دیں اور یاد رکھنے والے کان ان کی یاد محفوظ رکھیں۔"

اس سورت میں پانچ قوموں کی ہلاکت کا ذکر کرنے کے بعد، ان پر تبصرہ کیا گیا ہے، ان کے ذکر کا مقصد عبرت حاصل کرنا ہے۔

سورۃ الحَاقّہ کا نظمِ جلی:

سورۃ الحاقہ سات (7) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 3 : پہلے پیراگراف میں، اِنذارِ قیامت ہے۔ قیامت ﴿الحَاقّة﴾ ہے۔ یعنی برحق ہے اور حق کو حق ثابت کرنے والی آفت ہے۔

2- آیات 4 تا 12 : دوسرے پیراگراف میں، اختصار کے ساتھ ہلاکتِ اقوام کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔

جزا و سزا کی تاریخی دلیل فراہم کی گئی ہے۔ پانچ (5) مغضوب قوموں کا ذکر ہوا۔ عاد، ثمود، قومِ فرعون، ﴿مؤتفکات﴾ یعنی قومِ لوط اور قومِ نوح۔ عاد و ثمود بھی قریش کی طرح آخرت کے منکر تھے۔ ﴿كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ﴾۔ انہیں عبرت حاصل کرنا چاہیے۔

3- آیات 13 تا 18: تیسرے پیراگراف میں، مناظرِ قیامت دکھائے گئے ہیں۔

جب صور پھونکا جائے گا اور پہاڑوں اور زمین کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔ یہ حساب کتاب کا دن ہوگا۔

4- آیات 19 تا 24: چوتھے پیراگراف میں، بتایا گیا ہے کہ نیک لوگوں کے اعمال نامے اُن کے سیدھے ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔

یہ وہ لوگ تھے جو حساب کتاب پر یقین رکھتے تھے۔ یہ جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

5- آیات 25 تا 37: پانچویں پیراگراف میں، بتایا گیا ہے کہ روزِ قیامت برے لوگوں کے اعمال نامے اُن کے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔

یہ قیامت کے دن پچھتائیں گے۔ یہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔ مسکینوں کے کھانے کی ترغیب نہیں دیتے تھے انہیں زنجیروں سے جکڑ کر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ کھولتے ہوئے پانی اور زخموں کے دھوون سے ان کی تواضع کی جائے گی

6- آیات 38 تا 51: چھٹے پیراگراف میں، بتایا گیا کہ قرآن نہ تو ﴿شاعر﴾ کا کلام ہے اور نہ ﴿کاہن﴾ کا، بلکہ یہ ﴿ربُّ العالمین﴾ کی تنزیل ہے۔

خدانخواستہ اگر رسول اللہ ﷺ اسے خود گھڑ لیتے تو آپ ﷺ کو بھی سزا دی جاتی۔

7- آیت 52: ساتویں پیراگراف میں، اللہ تعالیٰ کی بے عیبی کے اعتراف کا مطالبہ ہے۔

مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں شرک چھوڑ کر خالص توحید اختیار کرو ﴿ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴾ اپنے عظیم رب کی بے عیبی کا اعتراف کرو کہ وہ ہر قسم کے شرک اور عیوب و نقائص سے پاک ہے۔

مرکزی مضمون

توحید، آخرت اور قرآن پر ایمان لا کر اعمالِ صالحہ اختیار کرنا چاہیے، تاکہ سیدھے ہاتھ میں نامۂ اعمال وصول کرنے والے خوش نصیب بن سکیں۔